

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"کیا کافر ڈاکٹر سے علاج کرانا جائز ہے۔" شیخ علی جان

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

! الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

ہاں جائز ہے لیکن مسلمان کو محتاط رہنا چاہیے کہ کہیں اسے نشے والی دوا پلانہ دے یا بلا ضرورت روزہ افطار نہ کرادے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے (2/315-371) ابن ماجہ نے (2/1156) ابو داؤد نے (2/184) میں بروایت جابر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو (اس کے علاج) کے لیے نبیؐ نے طیب بھیجا جس نے اس کے بازو کی رگ پر داغ لگایا، اور مسند احمد (1/42) میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک طیب میرے اس زخم کا معائنہ کرنے بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک عرب طیب کو پیغام بھیجا تو اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبیہ پلایا اور نبیہ کو خون سے تشبیہ دی۔ الحدیث۔

اور الدر المختار (5/219) میں ہے "اور کافر کی بات اگرچہ مجوسی ہی کیوں نہ ہو معاملات میں قبول کی جائے گی۔ دینی امور میں نہیں اور اس پر اجماع ہے۔ تفصیل کے لیے مراجعہ کریں فتاویٰ شیخ الاسلام (4/114)۔"

امام ابن قیمؒ نے بدائع النواہد (2/208) میں کہا ہے: "نبیؐ کا بوقت ہجرت عبداللہ بن اریقظہ الدولی کو رلستہ کی رہنمائی کیلئے اجرت پر رکھنے سے یہ ثابت ہوا حالانکہ وہ کافر تھا کہ طب، سرمہ، ادویات، لکھائی، حساب وغیرہ میں کافر کو رجوع کرنا جائز ہے جب تک ایسا کوئی کام نہ ہو جس میں عدالت شرط ہو اور صرف کافر ہونے سے یہ لازم نہیں آیا کہ اس پر بالکل کسی چیز میں بحروسہ نہ کیا جائے، خاص کر ہجرت کے وقت راہ دکھانے سے زیادہ خطرے والا اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ انھی۔"

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج 1 ص 209

محدث فتویٰ